تار کا پتہ "الفضل" قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

اللہ اکبر

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL. QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح زر
سالانہ ۔ ۱۵ روپے
ششماہی ۔ ۸
سہ ماہی ۔ ۴
ماہانہ ۔ ۱

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ بیرون ہند ۱۸

جلد ۲۳ | مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۴ جون ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۸۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۔ جون۔ آج گیارہ بجے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر لاہور سے واپس تشریف لائے۔ بہت سے اصحاب حضور کے استقبال کے لئے قصبہ سے باہر موجود تھے۔ آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے:۔

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ صاحبزادگان حفیظ احمد اور اظہر احمد کو خسرہ نکلا ہوا ہے اور بخار ہے۔ احباب سب کے لئے دعائے صحت فرمائیں:۔

حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار صاحب تین چار دن سے عارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں:۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری غوث گڑھ ریاست پٹیالہ سے واپس آگئے ہیں:۔

آج ساڑھے چھ بجے شام سخت آندھی آئی۔ جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس کے بعد اچھی بارش ہوئی:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عالمِ روحانی کے بلند پرواز کبوتر بنو!

"جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر ان کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے۔ تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے۔ کہ دوسری تمام چیزیں اس کو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں۔ اور انسان اسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے۔ جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا و سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے۔ ہر ایک بے باکی کی جڑ بے خبری ہے۔ جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے۔ وہ بے باک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے۔ کہ ایک پُر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رُخ کیا ہے۔ یا اس کے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے۔ اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے۔ تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو۔ سو تم آنکھیں کھولو۔ اور خدا کے اس قانون کو دیکھو۔ جو تمام دُنیا میں پایا جاتا ہے۔ چوہے مت بنو۔ جو نیچے کی طرف جاتے ہیں۔ بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو۔ جو آسمان کی فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو۔ اور سانپ کی طرح مت بنو۔ جو کھال اتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے۔ موت کو یاد رکھو۔ کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اس سے بے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ۔ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جائے۔"

(کشتی نوح)

صرف تین دن رہ گئے۔ احباب جلد توجہ فرمائیں

فہرست رائے دہندگان میں نام درج کرانے کی آخری تاریخ ۶ جون ۳۶ء مقرر ہے۔ اس کے بعد کسی حقدار ووٹر کا نام درج نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے احباب فوری توجہ فرمائیں اور کوشش کریں۔ کہ کسی احمدی حقدار ووٹر کا نام (مرد ہو یا عورت) فہرست رائے دہندگان میں درج ہونے سے رہ نہ جائے۔ (ناظر امور خارجہ۔ قادیان)

غیر احمدیوں و غیر مسلموں کو السلام علیکم کہنا

میں نے ایک احمدی کے طریق عمل کو دیکھکر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے مسئلہ پوچھا تھا۔ کہ غیر احمدیوں و غیر مسلموں کو السلام علیکم کہنا کہاں تک شرعاً جائز ہے۔ اس کے جواب میں حضرت کا جواب مورخہ ۲۵ اپریل ۳۶ء حسب ذیل ہے:۔

فرمایا:" میرا اپنا طریق تو یہ ہے۔ کہ سب کو سلام کہتا ہوں۔ ہاں کوئی شقی جیسے کہ لیکھرام تھا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام نہیں کیا۔ اگر ملے۔ تو ممکن ہے۔ کہ میری طبیعت رکے۔ عام لوگ میرے نزدیک باوجود دشمن ہونیکے دھوکہ خوردہ اور مستحق دعا ہیں"۔

(دوست محمد حجانہ)

انجمن احمدیہ اٹھوال کا جلسہ

انجمن احمدیہ اٹھوال ضلع گورداسپور کا جلسہ سالانہ ۵-۶-۷ جون ۳۶ء کو ہوگا۔ گرد و نواح کی جماعتوں کے احباب کو اس میں بکثرت شامل ہو کر فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

"الفضل" کے قارئین لاہور سے ضروری گزارش

دی مدر انڈیا ایڈورٹائزنگ بیورو کی دلی خواہش ہے۔ کہ قارئین کی خدمت میں الفضل کا پرچہ لاہور ریلوے سٹیشن پر پہونچنے کے بعد جلد سے جلد پہنچائے۔ اس کیلئے دو ایک نئے ملازم رکھے جائیں گے۔ چونکہ وہ آپکے مکانات سے واقف نہ ہونگے۔ اس لئے احتمال ہے۔ کہ آپ کو پرچہ دیر سے ملے۔ یا بالکل نہ ملے۔ لہذا درخواست ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو الفضل کا خریدار ہے۔ اپنے ایڈریس سے مکمل طور پر دفتر میں اطلاع دے۔ ایڈریس اتنا مکمل ہو۔ کہ ایک اجنبی شخص بھی آسانی سے آپکا مکان تلاش کرسکے جس قدر جلد ممکن ہو۔ بذریعہ ڈاک اپنے ایڈریس سے اطلاع بخشیں :: (خاکسار ماسٹر عبد الحکیم پروپرائٹر دی مدر انڈیا ایڈورٹائزنگ بیورو ۳۵ فلیمنگ روڈ۔ لاہور)

خریداران الفضل کو ایک ضروری اطلاع

روزانہ ڈاک سے مختلف احباب کی طرف سے دفتر میں متعدد خطوط ایسے آتے ہیں۔ جن میں پرچہ باقاعدہ روزانہ نہ ملنے کی شکایت ہوتی ہے۔ بعض دوست یہ شکایت کرتے ہیں۔ کہ دو دو تین تین پرچے اکٹھے ملتے ہیں۔ اور بعض کو کئی پرچے ملتے ہی نہیں۔ دفتر ھٰذا سے تمام خریداروں کو روزانہ پرچہ باقاعدہ پوری احتیاط کے ساتھ بھجوایا جاتا ہے۔ پس خرابی لازماً رستہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے دوست جن کو کئی کئی روز کے پرچے اکٹھے ملیں۔ وہ انہیں پیک کرکے دفتر ھٰذا میں بھجوا دیا کریں تا معلوم ہو۔ کہ دیر کہاں ہوئی ہے۔ ایسے پرچے موصول ہونے پر محکمہ ڈاک خانہ سے ایسی شکایات کا ازالہ کرانے کی پوری کوشش کی جائے گی :: (مینیجر)

احرار سیالکوٹ کا مولوی ظفر علی پر حملہ ترکانہ

مسلمان کو حکم ہے۔ کہ اپنے دل میں اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف ذاتی رنجش و کدورت کو تین دن سے زیادہ طول نہ دے۔ بلکہ اولین فرصت میں صلح و مفاہمت کرکے اپنا دل صاف کرلے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب کے مسلم زعمائے ملّی اس حکم کے برعکس چلنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ مسلمانوں کو تین دن سے زیادہ صلح و صفائی کے ساتھ زندگی بسر نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی خدا کا بندہ ثالث بالخیر ہو کر صلح کرا دے۔ تو اس صلح کو تین دن کے اندر اندر لازمی طور پر توڑ دیا جائے۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا۔ کہ پچھلے جمعۃ المبارک کو یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ احرار اور اتحاد ملت کے زعمائے کبار کے درمیان بمقام گجرات صلح ہوگئی ہے اور فیصلہ ہوا ہے۔ کہ آئندہ مسلمانوں کی یہ دونوں انجمنیں ہر ممکن وسیلہ کو اپنا شعار بنا کر مسجد شہید گنج کے حصول کی کوشش کریں گی۔ لیکن آج سیالکوٹ سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ یکشنبہ کو احرار کے لشکریوں نے مولانا ظفر علی خان پر حملہ کرکے اس کول تار کا بدلہ لے لیا۔ جو امرتسر کی ایک گلی میں چودھری افضل حق مدظلہ العالی کے سر و آبرو کی تواضع کے لئے نیلی پوشوں کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔ اور اس طرح وہ صلح جو گجرات کے مقام پر جمعہ کے روز طے ہوئی تھی۔ تین دن کے اندر اندر مبدل بہ جنگ کردی گئی۔

سیالکوٹ کے احراری لشکر کی اس ترکانہ یلغار کی جو تفصیلات "زمیندار" اور "سیاست" میں چھپی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مال غنیمت کے طور پر پانچ روپیہ کا ایک نوٹ۔ مولانا ظفر علی خانصاحب کا ایک رومال اور مولانا کے ملازم کی پگڑی اور اس کا ایک تولیہ احراریوں کے ہاتھ لگا، مولانا ظفر علی خان زخمی ہوگئے۔ اور ان کی موٹر کار کا پہیہ پنکچر ہونے سے بال بال بچا۔

اگر نیلی پوشوں کے ان نقصانات پر مولانا ظفر علی خان کے اس نیلے پھول والے ہار کا اضافہ بھی کر لیا جائے۔ جو کول تار کے حادثہ سے پہلے امرتسر کے ایک جلسہ میں سربازان احرار کے گستاخ ہاتھوں نے توڑا تھا۔ تو ایک طرف کے نقصانات کی فہرست مکمل ہو جاتی ہے۔

سوال یہ ہے۔ کہ آیا اس مال غنیمت سے احرار کے ان نقصانات کی تلافی ہوگئی۔ جو سال گزشتہ کے دوران میں انہیں نیلی پوشوں کے ہاتھوں مولانا مظہر علی اظہر کی شلوار اور مولوی عبد المجید قرشی کی قمیص کے پھٹنے اور چودھری افضل حق اور ان کے رفقاء کے چہروں پر کول تار کا پلستر ہونے کی صورت میں اٹھانے پڑے۔ مجلس احرار کے دوائر عالیہ اس بارہ میں کوئی منشور شائع فرمادیں تو عامۃ المسلمین کی معلومات میں تسلی بخش اضافہ ہوسکتا ہے۔

لوگ کہیں گے۔ کہ سیالکوٹ کے احرار نے درآں حالیکہ شیخ حسام الدین ایسے صاحب طبل و حشم احراری لیڈر وہاں موجود تھے۔ صلح کے بعد یہ عہد شکنی کیوں کی۔ لیکن وہ زمانے کی ہوا کو نہیں دیکھتے۔ کہ آجکل کے ہٹلر اور مسولینی اپنی عہد شکنی ہی کی بناء پر دنیا میں شہرت حاصل کر رہے ہیں اگر احرار بھی ایسا کرنے لگے۔ تو کونسی قیامت آگئی۔

ممکن ہے۔ کہ احرار کے دوائر عالیہ اس واقعہ سے احرار کے لشکریوں کو بری الذمہ ظاہر کرنیکی کوشش کریں۔ اور کہنے لگیں کہ مولانا ظفر علی خان پر حملہ کرنیوالے لوگ مرزائی تھے۔ لیکن جب انہی حلقوں سے مولانا ظفر علی خان کو مرزائیوں کے ہاتھ بک جانیوالا ظاہر کیا جا رہا ہے۔ تو ان کے اس نظریہ کو کون قبول کرے گا۔ کہ حملہ آور مرزائی تھے۔ جو نیلی پوشوں کے مقابلہ میں سرخپوش یعنی احراری بن کر نمودار ہوئے۔

"زمیندار" لکھتا ہے۔ کہ حادثہ کے بعد مولانا ظفر علیخان اڑھائی گھنٹہ تک سیالکوٹ میں تشریف فرما رہے۔ لیکن احرار کی طرف سے کوئی شخص بھی معذرت کے لئے نہ آیا۔ اور نہ احرار کے کسی لیڈر نے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اس واقعہ پر اظہار تاسف کیا۔ زمیندار کو شاید یہ معلوم نہیں۔ کہ کوئی پارٹی ایسی "فتح مبین" پر اظہار تاسف نہیں کیا کرتی۔ احرار خوش ہونگے۔ کہ انکے رضا کاروں نے سیالکوٹ کی اسٹیج کو مولانا ظفر علیخان کا نیلا رنگ قبول کرنے سے بچا لیا۔ یہ اور بات ہے کہ اس حادثہ نے یہاں تک طول نہ کھینچا۔ کہ انکی سٹیج دوچار مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو کر کسی قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

احرار نے اتحاد کی ہنڈیا چوراہے میں پھوڑ دی

منظم سازش کے ماتحت ایک جلسہ عام میں مولوی ظفر علی کی تقریر تبدیل کرنیکے بعد انہیں مجروح کر دیا گیا

قابلِ توجہ امر

مولوی ظفر علی صاحب جو مسجد شہید گنج کے المناک قضیہ کے شروع ہونے کے وقت سے ہی لیڈرانِ احرار سے کہتے چلے آرہے تھے۔ کہ اگر وہ مسجد کی واگذاری کے لئے جمہور مسلمانوں کے ساتھ متحد ہو کر جدوجہد شروع کر دیں۔ تو میں ان کے ہاتھ شدہ گرادنے سے ادنے خدمات بجالانا اپنے لئے فخر سمجھونگا۔ اور ان کے ہر حکم اور فیصلہ کو بسر وچشم قبول کروں گا۔ انہوں نے اگر ۲۸ مئی کو گجرات میں اس بنا پر لیڈرانِ احرار کی طرف الفت و محبت کا ہاتھ بڑھایا کہ ”اگر مجلس احرار کے ارکان جن میں سے ہر شخص کے لئے میرے دل کے گوشہ میں محبت اور عزت کی جگہ ہے۔ مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔ تو میں تمام گذشتہ معاملات پر خطِ تنسیخ کھینچنے کے لئے تیار ہوں“ تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ تعجب اس پر تھا۔ کہ وہ احرار جو آج تک مسجد شہید گنج کے متعلق مسلمانوں کی جدوجہد سے نہ صرف کلیتہً علیحدہ رہے۔ بلکہ اس میں روڑے اٹکاتے رہے۔ اس مسجد کو مسجد ضرار بتاتے رہے۔ اس کے حصول کی کوشش کرنے والوں کو مطلب پرست منافقین قرار دیتے رہے۔ اپنی علیحدگی کو حق بجانب قرار دینے کے لئے اصرار کرتے رہے۔ اور یہاں تک اعلان کر چکے ہیں۔ کہ ہندوستان کو سوراجیہ ملنا آسان ہے۔ لیکن مسجد کا ملنا محال ہے۔ انہوں نے کس مونہہ سے اپنے سابقہ رویہ پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے ”ان مشکلات کا تذکرہ کیا۔ جو اس وقت تک مجلس احرار کو مسجد کی تحریکِ واگذاری میں عملی حصہ لینے سے مانع تھیں“ اور پھر اعلان کیا۔ کہ ”اگر مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع کر کے مسجد کے مسئلہ کو طے کرنے کا پروگرام تیار کیا جائے۔ تو مجلس احرار اس کی پیروی کے لئے تیار ہے“

اتحاد کے متعلق خطرہ

دراصل یہ ایک چال تھی۔ اور ایک فریب۔ جو اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں سے مجبور ہو کر احرار نے اتحاد ملت والوں کو دینا چاہا۔ اور اگرچہ مولوی ظفر علی صاحب بعض رفقاء کے اس کی لپیٹ میں آگئے۔ اور اس لئے آگئے۔ کہ وہ مسجد شہید گنج کی واگذاری کے متعلق احرار کا تعاون حاصل کرنے کے لئے ہر بات قبول کرنے کا بار بار اعلان کر چکے تھے۔ چنانچہ ان کے اخبار نے دوسرے ہی دن بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر دیا۔ کہ:۔
”مسجد شہید گنج کی تحریکِ واگذاری کا نیا باب“ ”مجلس اتحاد ملت اور مجلس احرار کا اشتراکِ عمل“ لیکن لیڈرانِ احرار اور ان کے اجیروں کے سابقہ طریق عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے اخبار ”زمیندار“ کو خوف وخطر بھی لاحق تھا اور وہ خوشی ومسرت کے سیلاب میں بہتا ہوا یہ لکھنے پر مجبور ہو ہی گیا کہ
”بہت ممکن ہے۔ کہ ماتحت مجالس کے کارکن بہک جائیں۔ اس لئے راہ نماؤں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی صف کے عوام کا احتساب کریں“
(زمیندار ۳۰ مئی)

احرار کے ظلم وستم کی فریاد

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ”زمیندار“ اپنی سادہ لوحی اور مسجد شہید گنج کی واگذاری کی والہانہ آرزو کی وجہ سے احراری لیڈروں کے متعلق تو مطمئن ہو گیا۔ لیکن اسے یہ خطرہ ضرور لاحق تھا۔ کہ ”عوام احراری“ ضرر اور نقصان پہونچانے سے دریغ نہ کریں گے۔ اور اس کا انتہائی علاج اس نے یہ سمجھا۔ کہ احراری لیڈروں سے درخواست کرے۔ کہ اس فتنہ کو روکیں مگر اس کی یہ التجا صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور اگلے ہی دن اسے باصد رنج والم بقلم جلی احرار کے ظلم وستم کی فریاد یوں کرنا پڑی۔ کہ:۔
”سیالکوٹ میں مولانا ظفر علی خاں پر احراری رضا کاروں نے حملہ کر کے آپ کو مجروح کر دیا“
”سیالکوٹ کے احراری رضا کاروں کی مذموم حرکت۔ حضرت مولانا ظفر علی خاں پر حملہ کر کے انہیں مجروح کر دیا“
”انجمن اسلامیہ کے جلسہ میں کسی احراری لیڈر نے اس واقعہ کی مذمت نہ کی“
جس ظلم وستم کا ذکر ان عنوانات میں کیا گیا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں تاہم مختصر الفاظ میں پیش کی جاتی ہے:۔

انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے جلسہ میں مولوی ظفر علی کی شمولیت اور تقریر

اخبار ”زمیندار“ کا بیان ہے کہ ”انجمن اسلامیہ کے سالانہ اجلاس میں جو ۳۰ مئی کو شروع ہوا۔ جہاں اور بہت سے لوگوں کو شرکتِ جلسہ کی دعوت دی گئی تھی۔ وہاں مولانا ظفر علی خاں صاحب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اور سکرٹری کی طرف سے ایک خاص تار بھی پہونچا تھا۔ کہ آپ جس طرح بھی ہو سکے۔ اس جلسہ میں ضرور شامل ہوں۔ لاہور میں شدید مصروفیت کے باعث ٹرین نہ مل سکی۔ اس لئے مولانا موٹر پر عازمِ سیالکوٹ ہوئے۔ اور ٹھیک ۹ بجے انجمن اسلامیہ کی جلسہ گاہ میں پہونچ گئے“

اتحاد ملت کے نام سے احرار کو چڑ

اس کے بعد لکھا ہے۔ کہ تھوڑی دیر بعد مولانا نے تقریر شروع کی۔ جس میں ”ماہ ربیع الاول کی برکات پر تبصرہ کیا۔ اور بتایا کہ اس مبارک مہینہ میں اس ذاتِ قدسی کا ظہور ہوا۔ جس نے آتے ہی کفر و شرک۔ جہالت اور معصیت میں ڈوبی ہوئی دنیا کی کایا پلٹتے ہوئے ایک ایسے روحانی انقلاب کا علم بلند کیا۔ جس کی نظیر نہ دنیا پیش کر سکی ہے۔ اور نہ تاقیام قیامت پیش کر سکے گی“
اس موضوع پر تو خاموشی کے ساتھ تقریر سُنی گئی۔ لیکن جب خاتمہ تقریر پر انہوں نے یہ کہنا چاہا۔ کہ ”مسجد شہید گنج کی بازیابی کی تدابیر کے سلسلہ میں مجلس اتحاد ملت اور مجلس احرار جن کے درمیان برادرانہ میثاق مودت سپرد قلم ہو کر اخباروں اور جلسوں کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے۔ کوئی متحدہ قدم اٹھائیں گے“ تو ”دفعتہً چند احراری والنٹیر اُٹھے۔ اور شور مچا دیا۔ کہ ہم اتحادِ ملت کا نام نہیں سُننا چاہتے“

منظم سازش

یہ ان کی کوئی انفرادی حرکت نہ تھی۔ بلکہ ایک انتظام کے ماتحت تھی۔ کیونکہ "احرار کے یہ رضاکار جلسہ میں جا بجا پھیلے ہوئے تھے چاروں طرف سے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور نہایت جوش و خروش کے ساتھ احرار زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اور کہنے لگے ہم تقریر نہیں سنیںگے۔ اس کے بعد جلسہ درہم برہم ہونے لگا۔ مولانا نے بہتیرا ان کو خاموش کرنا چاہا۔ اور چلا چلا کر کہا۔ کہ میں نے تو کسی شخص کا نام بھی نہیں لیا۔ کسی بزرگ کی شان میں نازیبا کلمہ نہیں کہا۔ میں نے تو صرف قرآن کے احکام سنائے ہیں۔ اتنا تو سوچو۔ کہ میں نے ملت کے مفاد کے خلاف ایک حرف تک نہیں کہا۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ ہم میں اور احرار میں اتحاد ہو گیا ہے۔ اس لئے خاموشی سے سنو۔ مگر یہ لوگ پہلے ہی فساد کا تہیہ کئے ہوئے تھے مجمع کی اکثریت اس خلاف توقع اور ناشدنی ہنگامہ پر بے حد برافروختہ ہوئی۔ اور قریب تھا۔ کہ نوبت کشت و خون تک پہونچے۔ یہ حالت دیکھکر مولانا پلیٹ فارم سے اُتر آئے۔ اور سیدھا اپنی موٹر کی طرف چلے گئے۔ جو پنڈال کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔ اتحاد ملت اور خاکساروں کی جماعت اور عام مسلمانوں نے انہیں اپنے حلقہ میں لے لیا۔ موٹر کی سیٹ پر کھڑے ہو کر مولانا نے بآواز بلند کہا۔ کہ احرار سے ہماری صلح ہو گئی ہے۔ اس لئے ہنگامہ پسندوں کو خاموش ہو جانا چاہیئے۔ مگر وہاں کون خاموش ہوتا تھا"

یہ حالات بتاتے ہیں۔ کہ احرار نے یہ حرکت ایک منظم سازش کے ماتحت کی۔ مولوی ظفر علی کی تذلیل کے لئے کی۔ اور بلا وجہ کی۔ مجلس اتحاد ملت کا نام لینا کوئی جرم نہ تھا احراری تعزیرات میں بھی اسے جرم نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ ایک دو ہی دن قبل اس سے مصالحت کر کے اس کی ہستی کو تسلیم کیا گیا تھا۔ پھر مولوی ظفر علی نے احرار کے خلاف کوئی بات نہ کہی تھی۔ کسی کا نام بھی بے ادبی سے نہیں لیا تھا۔ بلکہ چلا چلا کر یہ کہا۔ کہ "ہم میں اور احرار میں اتحاد ہو گیا ہے"۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آخر جب حالت یہاں تک پہونچ گئی۔ کہ "قریب تھا۔ کہ نوبت کشت و خون تک پہونچے"۔ تو مولانا پلیٹ فارم سے اتر آئے۔ اور ناک کی سیدھ اپنی موٹر کی طرف چلے گئے۔

مولوی ظفر علی صاحب کو مجروح کر دیا گیا

آخر موٹر کی سیٹ پر کھڑے ہو کر انہوں نے بآواز بلند کہا۔ کہ "احرار سے ہماری صلح ہو گئی ہے"۔ مگر اس دفعہ بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ "مولانا پر حملہ کر کے انہیں مجروح کر دیا گیا"۔ اس حملہ کی تفصیل یہ ہے۔ کہ:-

"احراری رضاکاروں نے بڑھکر مولانا پر جو موٹر میں کھڑے تھے۔ حملہ کیا۔ اور آپ کو زخمی کر دیا۔ غلام محی الدین سیکرٹری اتحاد ملت وزیر آباد جو پیچھے سے مولانا کی حفاظت کر رہے تھے۔ ان کی جیب سے پانچ روپیہ کا نوٹ نکال لیا گیا۔ اور انہیں دھکے دیئے گئے۔ مولانا کی جیب سے رومال نکال لیا گیا۔ لیکن مولانا کا ملازم فضل دین جو اس وقت ساتھ تھا۔ رومال کو چھیننے کے لئے لپکا۔ تو اس کی پگڑی اور تولیہ جو اس کے کندھے پر تھا۔ احراری رضاکار اچک کر لے گئے۔ چند والنٹیروں نے موٹر کو پنکچر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ اس وقت خاکسار اور نیلی پوش مولانا کو بچانے کے لئے موٹر پر چڑھ آئے۔ مولانا نے فرمایا کہ مسلمانو۔ مار کھاؤ۔ لیکن ان پر ہاتھ نہ اٹھاؤ اس کے بعد موٹر روانہ ہوئی۔ صدہا مسلمان ساتھ تھے۔ جب موٹر روانہ ہوئی۔ تو احراری رضاکاروں نے تالیاں بجائیں۔ اور آوازے کسنے شروع کئے۔ اور سیالکوٹ کی احراری تہذیب کا زبردست مظاہرہ کیا"۔

"ترجمان احرار" نے چند ہی روز قبل لکھا تھا "اب مولانا ظفر علی خاں پولیس کو اطلاع دے کر تقریر کیا کریںگے"۔ (مجاہد ۲۶ رمئی) معلوم ہوتا ہے۔ جب سیالکوٹ میں احرار نے دیکھا۔ کہ ان کی یہ بات درست ثابت نہیں ہوئی۔ اور مولوی صاحب پولیس کو اطلاع دیئے بغیر تقریر کرنے لگے۔ تو احرار نے ان پر واضح کر دیا۔ کہ پولیس کے سوا اور کوئی چیز احرار کو اپنی بد تہذیبی کا مظاہرہ کرنے سے نہیں روک سکتی۔ یہ تلخ اور تازہ تجربہ اگر مولوی صاحب کو آئندہ احرار کے داؤ پیچ میں آنے سے بچا سکے۔ تو اس پر کچھ زیادہ کڑھنے کی ضرورت نہیں۔

انتہائی کمینگی

اپنے ایک مسلمہ لیڈر اور استاد سے گستاخانہ سلوک اور وہ بھی اس وقت جبکہ اس کے منہ سے اپنے شاگردان رشید کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ بھی نہ نکلا ہو۔ بلکہ وُہ انتہائی تعریف و توصیف کر رہا ہو۔ کمینگی ہے۔ لیکن یہ کمینگی اس وقت انتہا کو پہونچ جاتی ہے۔ جب یہ دیکھا جائے۔ کہ گستاخی اور تذلیل سے آگے بڑھکر جسمانی طور پر ضرر پہونچانے کے لئے حملہ کر دیا گیا۔ اور اس وقت کیا گیا۔ جبکہ بیچارہ استاد چلا چلا کر کہہ رہا تھا۔ کہ میں تو احرار سے صلح کر چکا ہوں ہم میں تو ابھی ابھی معاہدہ اتحاد مرتب ہوا ہے۔ اور کل کے ہی اخبارات میں چھپا ہے۔

لیڈران احرار کا رویہ

یہ سب کچھ بھی برداشت کر لیا جا سکتا۔ اگر چند شوریدہ سر اور مادر پدر آزاد احرار کی طرف سے پیش آتا۔ لیکن جب یہ ایک منظم سازش کے ماتحت اور اس علم کے باوجود عمل میں آئے۔ کہ مجلس احرار مجلس اتحاد ملت سے مصالحت کر چکی ہے۔ اور لیڈران احرار کی موجودگی میں عمل میں آئے۔ لیکن وہ اس کے متعلق جھوٹے منہ بھی ایک کلمۂ افسوس کہنا پسند نہ کریں۔ تو پھر قطعًا ناقابل برداشت ہے اخبار "زمیندار" لیڈران احرار کے اس افسوسناک طریق عمل کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"مولانا وہاں سے چوہدری امام الدین کے مکان پر پہونچے۔ وہاں پچیس تیس مسلمان موجود تھے۔ وہاں شیخ عبد القادر صاحب صدر انجمن اسلامیہ بھی آ گئے۔ اور انہوں نے اظہار معذرت کیا۔ مولانا چوہدری صاحب کے مکان پر اڑھائی گھنٹہ تک قیام فرما رہے اس امید پر کہ شیخ حسام الدین صاحب جن کی تقریر بعد نماز عشا ہونے والی تھی جو سیالکوٹ میں پہلے سے موجود تھے۔ اور نیز مقامی مجلس احرار کے ذمہ وار ارکان جو گجرات والی مصالحت سے واقف ہو چکے تھے۔ مولانا سے ملیں گے۔۔۔۔۔ اور جو کچھ ہوا اس سے بے تعلقی کا اظہار کر کے مفسدہ پردازوں کے رویہ پر ملامت کریں گے۔ اور اسے مذموم قرار دیں گے لیکن کوئی نہ آیا"۔

ان الفاظ کو پڑھکر ایک طرف اس حسرت کا اندازہ لگایئے۔ جو اس واقعہ کے بعد مولوی ظفر علی صاحب کے دل میں لیڈران احرار سے ملنے کے متعلق موجزن تھی۔ اور دوسری طرف ان سنگدلوں کی بے رُخی ملاحظہ فرمایئے۔ جنہیں بھرے جلسہ میں مولوی ظفر علی کی تحقیر و تذلیل کرانے حتیٰ کہ انہیں مجروح کرا دینے پر بھی رحم نہ آیا۔ اور انہوں نے اپنے کشتہ ستم کو آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ آخر بعد حسرت و یاس "مولانا رات کے ۱۰ بجے سیالکوٹ سے کرم آباد روانہ ہوتے"۔ تاکہ جلد سے جلد گھر پہونچکر مرہم پٹی کرائیں۔ لیکن عہد وفا پھر بھی نہ بھولو اور گھر پہونچتے ہی انہوں نے خاص قاصد کے ذریعہ عطاء اللہ صاحب اور احمد حسین صاحب گجراتی کے نام یہ پیغام پہونچایا کہ وہ جلد سے جلد کرم آباد تشریف لا کر مجھ سے ملاقات فرمائیں۔ میں سہ شنبہ یا چہار شنبہ کی سہ پہر تک کرم آباد میں ٹھہروںگا"

معلوم نہیں یہ حسرت بھی ان کی پوری ہوئی ہے یا نہیں۔ اور یہ لوگ ان کے چارہ ساز ثابت ہوئے ہیں۔ یا صرف ناصح کے فرائض ادا کر کے انہیں یوں گنگناتے ہوئے چھوڑ آئے ہیں۔ کہ ؎

یہ کہاں کی دوستی ہے۔ کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا۔ کوئی غمگسار ہوتا

مگر اس میں شک نہیں۔ کہ مولوی صاحب نے اپنا عہد خوب نبھایا۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ مولوی صاحب کے ہوا خواہوں اور ہمدردوں میں سیالکوٹ کے واقعہ سے بہت ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کو فریب میں لا کر امرتسر کے تارکول والے واقعہ کا انتقام لیا گیا ہے۔ صلح کا ڈھونگ محض اس لئے تھا۔ کہ مولوی صاحب بآسانی داؤ میں آ جائیں۔ جن احرار کی صلح کا یہ نتیجہ رونما ہو۔ ان کی جنگ جس درجہ بھی خطرناک ہو۔ اسکے متعلق ہر شریف انسان بآسانی ....

عیسائیت کے بنیادی عقیدہ الوہیت مسیح کا ابطال

بائیبل میں رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ کے الفاظ کا استعمال

قرآن مجید میں توحید پر زور

وُہ الٰہی کلام قرآن مجید جو توحید کا سرچشمہ ہے۔ جس کے ہر ورق سے یہی صدا گونج رہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ بے مثل اور اپنی صفاتِ ستودہ میں یکتا ہے۔ جس کا ہر لفظ گواہی دیتا ہے۔ کہ ربّ الورٰی اپنی ذات میں واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ساتھی نہیں۔ جس کی غرض وغایت محض توحید کا علم بلند کرنا ہے۔ جو پکار پکار کر۔ با وازِ بلند کہہ رہا ہے کہ لا شریک لہٗ یعنی اُس ذات باری کی وحدت میں کثرت جائز نہیں۔ بلکہ وُہ یکتا۔ بے نظیر۔ بے مثل واحد اور قدوس ہستی ہے۔ اور جس کتاب کے لانے والے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر قسم کے مصائب اور دکھوں کے دشوار اور پُرخار جنگل طے کرتے ہُوئے اس وقت تک دم نہ لیا۔ جب تک خدائے واحد کی تحمید گھر گھر سے سُنائی نہ دینے لگی ؏

اسی توحید سے لبریز قرآن مجید سے جو پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے۔ لا تقولوا ثلٰثۃ انتھوا خیرًا لکم۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلٰثۃ۔ پادری لوگ نعوذ باللہ الوہیت مسیح ثابت کرتے۔ اور اپنے اس لایعنی عقیدہ کی بنیاد وُہ اس امر پر رکھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا ہے۔ چنانچہ ایک عیسائی لکھتا ہے :۔

انما المسیح عیسٰی ابن مریم رسول اللّٰہ وکلمتہ القٰھا الٰی مریم وروح منہ الآیۃ۔ یعنی مسیح مریم کا بیٹا خدا کا رسول اور اس کا کلمہ ہے۔ جس کو مریم پر ڈالا۔ اور اس کی رُوح ہے۔ ... ... پس قرآن میں کونسے نبی کے لئے ایسا ذکر ہُوا۔ (کہ وُہ رُوح اللہ ہے) اور کس کے حق میں کہا۔ کہ وُہ خدا کا کلمہ ہے۔ لہٰذا قرآن نے بھی مسیح کی الوہیت کے مرتبہ پر اشارہ کیا۔ (مفتاح الاسرار ص۳)

عیسائیوں کی غلط فہمی

پیشتر اس کے کہ میں اس بے بنیاد الزام کا جواب دُوں۔ یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ دھوکا محض قرآن مجید سے ناسمجھی اور ناواقفی کے باعث پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں کئی لوگوں کے لئے روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق سورہ حجر میں آتا ہے۔ ونفخت فیہ من روحی۔ اسی طرح سورۂ سجدہ میں ونفخ فیہ من روحہ کے الفاظ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے موجود ہیں۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بھی قرآن مجید میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ وکذالک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔ (شوریٰ ع۵ پ۲۵)

پس روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے الفاظ حضرت مسیح کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں رکھتے۔ کہ ان کی الوہیت کا اس سے استنباط کیا جا سکے۔ بلکہ جس طرح روح اللہ اور انبیاء کو کہا گیا ہے۔ اسی طرح کلمۃ اللہ بھی لاکھوں کروڑوں نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اگر کلمات اللہ کا ذکر کیا جائے۔ تو ناممکن ہے خواہ سمندروں کو سیاہی اور درختوں کو قلمیں بنا لیا جائے۔ اگر روح اللہ اور کلمۃ اللہ کا خطاب ملنے سے کوئی شخص اللہ سمجھا جا سکتا ہے۔ تو وُہ ان لوگوں کے متعلق کیا کہیں گے۔ جنہیں بائیبل کے ذریعہ یہ خطاب ملا۔ اس قسم کے کئی حوالجات درج ذیل ہیں :۔

بائیبل کے حوالجات

دانی ایل کے متعلق لکھا ہے :۔

ا۔ اس میں مقدس الہٰوں کی رُوح تھی" (دانی ایل ۴/۸)

ب۔ "قدوس الہٰوں کی رُوح (دانی ایل) میں موجود ہے" (دانی ایل ۴/۱۸)

ج۔ "میں نے تیرا شہرہ سُنا۔ کہ تجھ میں الہٰوں کی روح ہے" (دانی ایل ۵/۱۴)

د۔ "تیری مملکت میں ایک ہی شخص ہے جس میں کہ الوہیم کی رُوح ہے" (دانی ایل ۵/۱۱) اس کے علاوہ دیکھو دانی ایل ۶/۳۔

بضلی ایل کے متعلق بائیبل میں صاف روح اللہ کے الفاظ موجود ہیں چنانچہ لکھا ہے :۔

ا۔ "خداوند نے موسےٰ سے ہم کلام ہو کے کہا۔ کہ میں نے بضلی ایل بن اوری بن حُور یہوداہ کے فرقے میں سے نام لے کے بلایا۔ اور میں نے اس کو حکمت اور فہمید اور علم۔ اور ہر طرح کی ہنر مندی میں روح اللہ سے بھر دیا" خروج ۳۱/۱ تا ۳

ب۔ "میں نے اسے روح اللہ سے معمور کیا" (خروج ۳۵/۳۱)

خرقی ایل کہتے ہیں :۔

ا۔ "روح مجھ میں داخل ہُوئی۔ اور اُس نے مجھے پاؤں پر کھڑا کیا" (خرقی ۲/۲)

ب۔ "خداوند کا جلال ...... کھڑا ہے۔ اور میں مونہہ کے بل گرا۔ تب رُوح مجھ میں داخل ہوئی" (خرقی ۳/۲۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے :۔

"کیا ہم جیسا یہ مرد ہے جس میں خدا کی رُوح ہے، پا سکتے ہیں" (پیدائش ۴۱/۳۸)

یشوع بن نون کے متعلق لکھا ہے۔ "تب خداوند نے موسےٰ کو کہا۔ کہ نون کے بیٹے یشوع کو لے۔ کہ وہ ایک شخص ہے جس میں روح ہے" گنتی ۲۷/۱۸

حضرت موسےٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے
(ا) "اور میں اس روح میں سے جو تجھ میں ہے۔ کچھ لے لوں گا۔ اور ان میں ڈالوں گا" گنتی ۱۱/۱۷ (ب) گنتی ۱۱/۲۵

امت موسوی کے متعلق لکھا ہے۔ (ا) "تب خداوند نے موسےٰ اور اس کی امت کو یاد کیا۔ اور فرمایا وہ کہاں ہے ... جس نے اپنی روح القدس ان کے اندر ڈالی" یسعیاہ ۶۳/۱۱ (ب) اے اہل اسرائیل میں تمہیں ایک نیا دل بخشوں گا۔ اور ایک نئی روح تمہارے اندر میں ڈالوں گا۔ میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا" حزقی ایل ۳۶/۲۷

غلاموں اور لونڈیوں کے لئے بھی لفظ روح اللہ کا استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے
"میں اپنی روح غلاموں اور لونڈیوں پر ڈالوں گا" یوائیل ۲/۲۹

ایک شخص میکاہ نامی میں بھی الٰہی روح تھی لکھا ہے: "مسیح نے جو اسرائیل میں اچھا گانیوالا تھا۔ کہا کہ خدا کی روح مجھ میں بولی۔ اور اس کا سخن میری زبان پر تھا" سموئیل ۲ ۲۳/۲۔

پھر ایوب نبی کی پیدائش روح اللہ کے وسیلے تھی۔ چنانچہ آتا ہے "خدا کی روح نے مجھ ایوب کو بنایا۔ اور قادر مطلق کے دم نے مجھ کو زندگی بخشی" ایوب ۳۳/۴

اس کے علاوہ بائیبل میں بہت سے لوگوں کو روح اللہ کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہوں آیات ذیل۔
"میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا" حزقی ایل ۳۷/۱۴ "دیکھ میں تمہارے اندر میں روح داخل کروں گا۔ اور تم جیو گے" حزقی ۳۷/۵ ، ۳۶/۲۶ "میں نئی روح تمہارے اندر میں ڈالوں گا" حزقی ۱۱/۱۹ "تو اپنی روح بھیجتا ہے اور انسان پیدا ہوتے ہیں" زبور ۱۰۴/۳۰ "اور اس کے بعد ایسا ہوگا۔ میں اپنی روح سارے بشر پر ڈالوں گا" یوائیل ۲/۲۸۔ اعمال ۲/۱۷
"جب تک کہ عالم بالا سے روح ہم میں انڈیلی نہ جاوے" یسعیاہ ۳۲/۱۵۔
"خداوند کی روح غتنی ایل پر نازل ہوئی۔" قاضیوں ۳/۱۰ "تب خدا کی روح جدعون نبی پر نازل ہوئی" قاضیوں ۶/۳۴ "میں اپنی روح تیری نسل پر نازل کروں گا" یسعیاہ ۴۴/۳
۴۴/۳۱ "میں اپنی روح اہل اسرائیل پر انڈیلوں گا" حزقی ۳۹/۲۹۔ "انسان میں روح ہے اور قادر مطلق اپنے دم سے انہیں فہم بخشتا ہے" ایوب ۳۲/۸ "تب خداوند کی روح افتاح پر آئی" قاضیوں ۱۱/۲۹ "جونہی ساؤل نے یہ سندیسے سنے روحِ خدا کی روح اس پر اتری" سموئیل ۱ ۱۱/۶۔ ۱۶/۱۳ "اور خداوند کی روح اس دن سے ہمیشہ داؤد میں اترتی رہی" سموئیل ۱ ۱۶/۱۴ "خداوند کی روح ساؤل پر سے چلی گئی" سموئیل ۱ ۱۶/۱۴۔ "خداوند کی روح عود کے بیٹے عزدیاہ پر نازل ہوئی" تواریخ ۲ ۱۵/۱۔ "خدا کی روح تمہارے اندر رہتی ہے" حجی ۲/۵ "خدا نے اپنی نیک روح ان کی تربیت کے لئے دی" نحمیاہ ۹/۲۰ "روح خدا کے پاس پھر جائیگی جس نے اسے دیا" واعظ ۱۲/۷۔ "اس روح پر جو تجھ میں ہے" سلاطین ۲ ۲/۹۔ "تب روح عماسی پر نازل ہوئی" تواریخ ۱ ۱۲/۱۸۔ "خداوند نے آدم میں زندگی کا دم (یعنی روح) پھونکی سو آدم جیتی جان ہو گیا" پیدائش ۲/۷ "اس نے اپنی روح سے آسمانوں کو آرائش دی ہے" ایوب ۲۶/۱۳

عہد جدید کے حوالے

عہد عتیق کے متعدد حوالجات لکھنے کے بعد اب عہد جدید کے کچھ حوالے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔
یوحنا کے متعلق آتا ہے۔
(ا) "وہ لڑکا بڑھتا اور روح میں قوت پاتا گیا" لوقا ۱/۸۰
(ب) "یوحنا اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائے گا" لوقا ۱/۱۵

حضرت زکریاہ اور ان کی بیوی میں روحِ خدا ہونے کا ان الفاظ میں ذکر آتا ہے :-
"زکریاہ روح القدس سے بھر گیا۔ اور نبوت کی راہ سے کہنے لگا۔ لوقا ۱/۶۷ - الیشع زوجہ زکریاہ روح القدس سے بھر گئی" لوقا ۱/۴۱

ہر نبی روح اللہ ہے

علاوہ ازیں لکھا ہے :-
"اے عزیزو ہر ایک روح کا یقین نہ کرو۔ بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی اس دنیا میں اٹھ کھڑے ہونگے .... ہم حق کی روح اور گمراہی کی روح کو پہچان لیتے ہیں" یوحنا ۱ ۴/۱-۶

اس سے صاف ظاہر ہے کہ روحیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک طیب روح اور ایک خبیث۔ طیب روح تو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کی ہوتی ہے۔ اور خبیث روح سچے نبیوں کے منکرین اور جھوٹے مدعیوں کی۔

پس مذکورہ آیت کی رو سے ہر سچا نبی روح اللہ ٹھہرا۔
پھر لکھا ہے۔
(ا) "ستفنس ایمان اور روح القدس سے بھرا ہوا تھا" اعمال ۶/۵ (ب) "ستفنس نے روح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف نظر کی" اعمال ۷/۵۵
"برنباس نیک مرد روح القدس اور ایمان سے معمور تھا" اعمال ۱۱/۲۴۔
"پطرس نے روح القدس سے معمور ہو کر ان سے کہا" اعمال ۴/۸۔ ۴/۳۱ "آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دے گا" لوقا ۱۱/۱۳ "پس داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اسے خداوند کہتا ہے" متی ۲۲/۴۳ "جو روح القدس نے داؤد کی زبانی کہا تھا" اعمال ۱/۱۶، ۴/۲۵۔
"اب دیکھو میں (پولوس) روح کا بندھا یروشلم کو جاتا ہوں" اعمال ۲۰/۲۲ "شاگردوں نے روح کی معرفت پولوس سے کہا" اعمال ۲۱/۴ "حضرت مریم پر روح القدس کا نزول" لوقا ۱/۳۵ "شمعون راستباز آدمی پر روح القدس تھا۔ اور روح کی ہدایت سے ہیکل میں آیا" لوقا ۲/۲۵-۲۷ "شاگردوں پر روح القدس کا نزول" لوقا ۲۴/۴۹ - ۱/۱۳ متی ۱۰/۲۰ اعمال ۲/۴، ۴/۳۱، ۱۳/۵۲ "پولوس پر روح القدس کا نزول" اعمال ۹/۱۷، ۱۳/۹، ۲۰/۲۲ ۔ رومیوں ۸/۹، ۹/۱ اعمال ۲۱/۱۱

اعمال ۱۰/۴۴۔ "اب ہم نے دنیا کی روح نہیں۔ بلکہ وہ روح جو خدا کی طرف سے ہے پائی" کرنتھیوں ۱ ۲/۱۲-۱۶ "غیر قوموں کو بھی خدا نے ہماری طرح روح القدس دی" اعمال ۱۵/۸۔ ۱۰/۴۴ - ۸/۱۵-۱۷ رومیوں ۱۵/۱۶ "تب انہوں نے ان پر ہاتھ رکھے اور انہوں نے روح القدس پائی" اعمال ۸/۱۷ "جو روح سے پیدا ہوا وہ روح ہے" یوحنا ۳/۶۔ "نیک لوگ روح القدس میں شریک ہو گئے" عبرانیوں ۶/۴-۵۔
"مسیح پر ایمان لانے سے تم روح القدس کا انعام پاؤ گے" اعمال ۲/۳۸-۳۹۔ "ایمان رکھنے سے روح القدس دیا گیا" اعمال ۸/۱۴-۱۷ "تم اس کی روح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ" افسیوں ۳/۱۶۔ "بدن روح القدس کا مقدس ہے" کرنتھیوں ۱ ۶/۱۹
"روح القدس کی شراکت تم سب کے ساتھ ہوتی رہے" کرنتھیوں ۲ ۱۳/۱۴ "جس میں روح القدس ہے۔ وہی یسوع کو خداوند کہہ سکتا ہے" کرنتھیوں ۱ ۱۲/۳ "جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتا ہے" کرنتھیوں ۱ ۶/۱۷ افسیوں ۴/۴۔ ۵/۱۸ یوحنا ۱۴/۱۷ "کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا ہیکل ہے" کرنتھیوں ۱ ۶/۱۹
"روح القدس جو تم میں بسا ہے" کرنتھیوں ۱ ۳/۱۶ - ۶/۲۰
"اگر آدمی پانی اور روح سے پیدا نہ ہو۔ تو خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا" (دیکھو) "جو اس پر ایمان لائے وہ روح القدس پانے پر تھے" یوحنا ۷/۳۹ "حواری روح القدس سے بھر گئے اور خداوند کا کلام دلیری سے سنانے لگے" اعمال ۴/۳۱ اس کے علاوہ دیکھو اعمال ۴/۸، ۸/۱۵ - ۲/۱۷

عیسائیوں کی ہٹ دھرمی

متذکرۃ الصدر تمام حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ رُوح اللہ کا لفظ بائبل میں متعدد لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اندریں حالت یہ نہایت ہی ہٹ دھرمی، تعصب اور جہالت کا مظاہرہ اور عدل و انصاف کا خون کرنا ہوگا۔ اگر نصاریٰ حضرت مسیح بن مریم کو تو رُوح اللہ کے لفظ سے الٰہ سمجھیں۔ اور باقی تمام لوگوں کو خدا تو کیا ایک پاکیزہ انسان بھی سمجھنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

کلمۃ اللہ کے لفظ کا استعمال

پھر جس طرح روح اللہ کا لفظ بائبل میں مختلف معنوں اور مختلف لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح کلمۃ اللہ کا لفظ بھی بہت سے لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ثبوت کے لئے حوالجات ذیل ملاحظہ ہوں:

(۱) "اے جوانو! میں نے تمہیں لکھا ہے۔ تاکہ تم مضبوط ہو۔ اور خدا کا کلام تم میں بستا ہے۔" یوحنا ۱ ۲/۱۴ (۲) اس خدا نے اپنی مرضی سے ہمیں کلام حق کے وسیلے سے پیدا کیا۔ یعقوب ۱/۱۸ (۳) کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں۔ بلکہ غیر فانی سے خدا کے کلام کے وسیلے جو کہ زندہ اور قائم ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو۔ پطرس ۱ ۱/۲۳ (۴) زندگی کے کلام کی بابت جسے سُنا اور دیکھا جس میں باپ و بیٹے اور سب کی شراکت ہے یوحنا ۱ ۱/۱-۴

فرشتوں کے لئے لفظ کلمۃ اللہ

(۵) خدا کا کلام بیابان میں زکریاہ کے بیٹے یوحنا کو پہونچا۔ لوقا ۳/۲ (۶) اور اسی رات ایسا ہوا۔ کہ خدا کا کلام ناتن کو پہونچا۔ اور بولا کہ جا کے میرے بندے داؤد کو کہہ . . . الخ۔ تواریخ ۱ ۱۷/۲ (۷) خداوند کا کلام مجھے پہونچا۔ اور اس نے کہا۔ خرقی ایل ۱۴/۱۲ (۸) خدا کا کلام بیری کے بیٹے ہوسیع کو پہنچا ہوسیع ۱ یسعیاہ ۳۸/۴ - ۹

پھر انجیل میں لکھا ہے۔ (۹) جو خدا کی محبت میں قائم رہتا ہے . . . . خدا اس میں قائم رہتا ہے۔ یوحنا ۱ ۴/۱۶ (۱۰) ایک ہی . . . . خداوند ہے۔ جو کہ سب کے اوپر سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔ افسیوں ۴/۶ (۱۱) جو کوئی اقرار کرتا ہے۔ کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ تو خدا اس میں رہتا ہے۔ اور وہ خدا میں۔ ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک محبت کرنے والے میں خدا تعالےٰ رہتا ہے۔ بخلاف اس کے یسوع مسیح میں فقط خدا کا کلام تھا پس فضیلت کس کو ہوئی۔ اس شخص کو جس میں کہ خود خدا ہو۔ یا اس شخص کو جس میں کہ صرف خدا کا کلام ہے۔

(ا) خدا کے کلام سے آسمان بنے۔ اور اس کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے . . . . یعنی اس نے کہا۔ تو ہوگیا۔ اس نے فرمایا۔ وہ برپا ہوا۔ زبور ۳۳/۶-۹ (ب) اے اس کے سب فرشتو! اس کی ستائش کرو۔ اے اس کے سب لشکرو اس کی ستائش کرو۔ اے سورج اور اے چاند اس کی ستائش کرو۔ اے روشن ستارو۔ تم سب اس کی ستائش کرو۔ اے آسمانوں کے آسمانو! اے پانیو . . . . . اس کی ستائش کرو۔ کیونکہ اس نے حکم کیا۔ اور تم سب موجود ہوگئے۔ زبور ۱۴۸/۱-۵ پیدائش ۱/۱-۲۴ (ج) عالم خدا کے کلام سے (نئی انجیل کے الفاظ ہیں (خدا کے کہنے سے") بنے ہیں۔ اب کہ یہ چیزیں جو دیکھنے میں آتی ہیں۔ ان چیزوں سے نہیں جو دیکھی جاتی ہیں۔ عبرانیوں ۱۱/۳ - (د) خدا کے کلام سے آسمان مدت سے ہیں۔ پطرس ۲ ۳/۵ -

پس ان حوالجات سے اظہر من الشمس ہے کہ کلام الٰہی سے مراد کلمہ کن ہے، جس سے ہر چیز خلق ہوئی۔ نسل انسانی کی ابتدا آدم و حوا سے ہوئی۔ سو وہ بھی کلمہ کن سے پیدا کئے گئے۔ (حوالہ کے لئے دیکھو پیدائش ۲/۳ و ۲/۱۸ تا ۲۴) پس در آنحالیکہ وہ دونوں کلمۃ اللہ ٹھہرے۔ اور پھر جیسا کہ متذکرہ آیات سے ظاہر ہے۔ زمین و آسمان۔ اجرام فلکی فرشتے۔ غرضیکہ ہر چیز خدا تعالےٰ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئی۔ وہ سب کلمۃ اللہ ہوگئے۔ پس حضرت مسیح کی کلمۃ اللہ کے خطاب میں بھی کوئی خصوصیت نہ رہی۔

مسیحیوں سے مطالبہ

بالآخر ہمارا مسیحیوں سے زبردست مطالبہ ہے۔ کہ جبکہ یہ ایک مسلّمہ امر ہے۔ کہ کلام کرنا اور خلق کرنا دونوں خدا تعالےٰ کی صفات میں داخل ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ کلام کو تو خدا کہا جائے۔ اور باقی تمام مخلوق کو خدا تو کیا نیک بھی تسلیم نہ کیا جائے۔ پس دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو یہ تسلیم کر لیا جائے کلام خدا نہیں۔ کیونکہ وُہ مخلوق ہے۔ اور مخلوق محتاج ہے۔ خالق کی۔ اور جو محتاج ہے۔ وہ خدا نہیں۔ یا پھر دوسری صُورت یہ ہے۔ کہ کلام کے خلق اللہ ہونے سے ہی انکار کر دیا جائے۔ شکل ثانی تو بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ اناجیل سے ثابت ہے کہ یسوع مسیحؑ کی والدہ کو حمل ہوا۔ اور جناب جسمانی طور پر ہی پیدا ہوئے دیکھو لوقا ۱/۲۶ متی ۱/۱۸ و ۱/۲۰ لوقا ۲/۵ وغیرہ۔ پس اب چاروناچار شکل اول ہی تسلیم کرنی پڑے گی۔ اس کے علاوہ وہ حوالجات جن میں لفظ کلمۃ اللہ اپنے دیگر معانی میں مستعمل ہوا ہے یہ ہیں اعمال ۴/۳۱ و ۶/۲ و ۱۲/۲۴ و ۹/۲۳ و ۱۹/۲۰ و ۱۳/۲ و ۴۴ و ۴۶ و ۴۸ - زبور ۱۴۷/۱۹ یسعیاہ ۵۵/۱۱ اعمال ۶/۷ و ۱۹/۲۰

غرض براہین نیرہ اور شواہد قطعیہ و یقینیہ سے یہ امر علی وجہ الاتم ثابت ہے۔ کہ بائبل میں بہت سے لوگوں کو رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا گیا ہے۔ ان حالات میں سب میں سے یسوع مسیحؑ کی تخصیص کوئی معنے نہیں رکھتی :: (خاکسار شیخ عبدالقادر۔ از لائلپور)

احرار کی کھلی ہوئی ناکامی و نامرادی

اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" ۲۹ مئی لکھتا ہے۔ پنجاب کی احراری پارٹی کے ترجمان "مجاہد" کے پبلشر سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلبی کے نتیجہ میں چہارشنبہ سے اخبار مذکور کی اشاعت بند ہوگئی۔ قریبًا بارہ روز قبل جب اخبار مذکور کے پبلشر کو زرِ ضمانت داخل کرنے کا نوٹس دیا گیا تھا۔ تو احرار کی مجلس عاملہ نے مسلمانوں سے اپیل کی تھی۔ کہ اخبار کے لئے پانچ ہزار روپے کی رقم فراہم کی جائے۔ تاکہ اخبار اور پریس سے طلب کردہ ضمانتیں داخل کر دی جائیں اور باقی ماندہ تین ہزار روپیہ اخبار احرار کے لئے انتخابی پراپیگنڈا میں صرف کریگے لیکن عامۃ الناس نے ان کی اس اپیل کو درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا۔

یہ ان لوگوں کی حقیقت ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمانانِ ہند کے دینی اور سیاسی رہنما قرار دیتے اور یہ دعوے کرتے رہے ہیں۔ کہ تمام مسلمانانِ ہند ان کے ایک اشارہ پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ بار بار یہ بھی لکھتے رہے ہیں کہ احمدی چندہ دیتے دیتے تنگ آگئے ہیں۔ اور وہ مرکز کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ تضاد قدر نے احرار کے ان دونوں دعووں کی حقیقت دُنیا پر واضح کر دی ہے۔ ایک طرف تو انہیں صرف پانچ ہزار کے مطالبہ میں ناکام و نامراد رکھکر اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے مخلص احباب کو روز بروز مالی قربانی کی زیادہ توفیق عطا کرکے ثابت کر دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ کی قائم کردہ جماعت خواہ معاندین کے مقابلہ میں کتنی ہی قلیل اور بے سروسامان ہو۔ دین کے لئے قربانی اور ایثار میں لوگ اس سے بڑھ نہیں سکتے::

پتہ مطلوب ہے } چودھری محمد حسین صاحب سب اوورسیر این۔ ڈی۔ کینال سندھ اپنے پتہ سے اطلاع دیں۔ مدت سے ان کا حصہ آمد بھی وصول نہیں ہوا۔ اگر کسی اور دوست کو ان کا پتہ معلوم ہو۔ تو اطلاع دیں۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

فلسطین آہ مظلوم فلسطین

(مولوی ابوالعطاءُ اللہ دتا صاحب جالندھری سابق مبلغ فلسطین کے قلم سے)

فلسطین ان دنوں آماجگاہ فتنہ و اضطراب بنا ہوا ہے۔ اہل وطن اپنی جانوں پر کھیل رہے ہیں۔ اور انجام سے لاپرواہ ہو کر میدانِ کارزار میں کود رہے ہیں۔ ان کے اعمال اور ان کی تازہ جدوجہد پر چھلتی ہوئی نگاہ یہ باور کرانے کے لئے کافی ہے۔ کہ فلسطین کے عرب یاس و ناامیدی کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطے کھا رہے ہیں۔ انہیں اپنا مستقبل نہایت تیرہ و تاریک نظر آ رہا ہے۔ وہ اپنی ہستی اور بقا کو چند روزہ مہمان خیال کر کے کچھ کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جو ہر مایوس قوم اور ہر مایوس انسان ایسے حالات میں کیا کرتا ہے۔

آج سے اٹھارہ برس پیشتر جبکہ جرمنی کی طاقت ٹوٹ گئی اور اتحادیوں کی مخالف حکومتوں کو شکست ہو گئی۔ تو اتحادیوں نے محض جابرانہ طور پر اور اپنے سابقہ عہود و مواثیق کے صریح برخلاف عثمانی حکومت کے حصے بخرے کر کے اسے آپس میں تقسیم کر لیا۔ اور مسلمانانِ عالم کی رہی سہی امیدوں کا بھی خون کر دیا۔ عرب جنگ عظیم میں اتحادیوں کے دوش بدوش ہو کر اپنے مذہبی بھائیوں (ترکوں) کے سینوں میں گولیاں پیوست کرتے رہے۔ کیونکہ وہ ان کے مظالم سے تنگ آ چکے تھے۔ اور انگریزی حکومت کے نمائندوں نے انہیں پختہ وعدہ دیا تھا۔ کہ اگر وہ ترکوں کے خلاف برسرِپیکار ہوں تو ترکوں کی شکست کے بعد عربوں کو خود مختار حکومت قائم کرنے کا اختیار ہو گا۔ اور وہ اپنے ممالک میں آزاد ہوں گے۔ یہ اس وقت کی باتیں ہیں۔ جب کہ انگریز مہیب و ہولناک جنگ میں کامیاب ہونے کے لئے عربوں کی قوت بازو کے محتاج تھے۔ اور اس مدد کے بغیر انہیں مشرق قریب میں اپنا وقار خاک میں ملتا نظر آتا تھا۔ غرض ایک طرف انگریز نمائندوں کے سبز باغ اور دوسری طرف ترکی کارندوں کے مظالم نے عربوں کو ترکوں کے خلاف انگریزی فوجوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔

جنگ ختم ہوئی۔ تو حلفاء فتح کے نشہ میں سرشار اور طاقت کے گھمنڈ میں مخمور ہو گئے۔ عربوں کو ایک پراگندہ قوم خیال کر کے عراق، شام، مصر اور فلسطین وغیرہ کو مختلف زبردست طاقتوں نے اپنے زیرنگیں کر لیا۔ عراق شاہ فیصل کے دانشمندانہ اقدام، حزم و احتیاط اور اہل ملک کی متحدہ آواز کے نتیجہ میں آزاد ہو چکا ہے۔ مصر بھی آزاد مملکت بن چکی ہے اور روز بروز انگریزی نفوذ و اثر کم ہو رہا ہے۔ کیونکہ اہل مصر کامل آزادی کے لئے ہمہ تن کوشاں ہیں۔ سب سے بری حالت شام اور فلسطین کی ہے۔ اور ان میں سے بھی فلسطین بدترین حالات میں سے گزر رہا ہے۔ شام میں فرانسیسی حکومت لمبے عرصہ سے اہل وطن کے مطالبات سے اغماض برتتی رہی ہے اور اس نے ایک ملک کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر کے فرقہ پرستی کے سوال کو خطرناک صورت میں ابھار رکھا ہے۔ فلسطین! آہ مظلوم فلسطین سینکڑوں سالوں تک اسلامی خطہ اور عربی ملک رہنے کے بعد آج انگریزی حکومت کے زیرسایہ یہودی ملک بنایا جا رہا ہے۔ لارڈ بالفور کا اعلان فلسطین کے عربوں کے لئے جلاوطنی کا پیغام بن رہا ہے۔ حکومت کی پالیسی جسے تپ دق سے مثال بہت دی جا سکتی ہے آج رنگ لا رہی ہے۔ اٹھارہ برس کے عرصہ میں ہزاروں لاکھوں یہودی۔ سرمایہ دار یہودی ہاں وہ یہودی جن کی فتنہ زا حکمت عملی سے جرمنی جیسی حکومت کھوکھلی ہونے لگی تھی۔ کہ اس نے انہیں جلاوطن کر دیا۔ فلسطین میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور اگر چند سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ تو فلسطین کی مسلم اور مسیحی عرب آبادی کی مشترکہ تعداد سے بھی یہودیوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ ملک کی آبادی آخری مردم شماری میں قریباً دس لاکھ ہے۔ اور یہودی مہاجرین کی تعداد چھ ماہ میں چالیس ہزار کے لگ بھگ پہنچ جاتی ہے۔ فلسطین کی حدود قدرتی طور پر زیادہ محفوظ نہیں ہیں۔ اس لئے جو یہودی بغیر پاسپورٹ داخل ہو جاتے ہیں۔ ان کی بھی خاصی تعداد ہے۔

یہودی سرمایہ داروں کے سامنے جو یورپ کو ہلا سکتے ہیں۔ فلسطین کے نادار اور سادہ لوح عرب کب تک ٹھہر سکتے ہیں۔ اس مختصر سی مدت میں فلسطین کی بہترین زمینیں یہودیوں کے ہاتھوں میں جا چکی ہیں۔ ملک کے طبعی خزانوں پر ان کا قبضہ ہو چکا ہے تجارت کا بیشتر حصہ ان کے قبضہ میں ہے سینکڑوں عرب خاندان اپنی جدی زمینوں سے بے دخل اور اپنے ملک سے جلاوطن ہونے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اور عملی طور پر بیسیوں گھرانے عورتوں کے واویلے اور ننھے ننھے معصوم بچوں کی آہ و فغاں میں بے خانماں کئے جا چکے ہیں۔ یہاں تک کہ پچھلے دنوں گورنمنٹ نے مجبوراً ایسے بے گھر خاندانوں کے لئے بنجر زمین مہیا کرنے کا انتظام کرنے کا اعلان کیا ہے۔ شاید گورنمنٹ کہے۔ عرب تو اپنی زمینیں بیچتے ہیں۔ لہٰذا ہم بری الذمہ ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ اول تو گورنمنٹ نے اپنی پالیسی کے ماتحت ایسے حالات پیدا کر دئے ہیں کہ عرب زمین بیچنے پر مجبور ہیں۔ زمینوں کے ٹیکس اور اخراجات کی زیادتی نے انہیں اپنا آخری سارا فروخت کر دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ دوم زمینوں کے مالکوں کے زمین بیچ دینے سے ان ہزاروں انسانوں کی روزی کا سوال بھی وابستہ ہے۔ جو بطور مزارع ان زمینوں پر گزر اوقات کرتے تھے۔ کیونکہ عرب مالک کے بدل جانے سے عرب مزارعین کی بجائے یہودی کاشتکاروں کا آ جانا بھی ضروری ہے۔ پس گورنمنٹ یہ کہہ کر کہ زمینوں کے مالک اپنی رضا و رغبت سے زمینیں یہودیوں کے پاس بیچ رہے ہیں۔ ان ہزاروں کسانوں اور ان کی اولاد کے بھیانک مستقبل کے متعلق اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں قرار دے سکتی۔ سوم۔ موجودہ حکومت فلسطین میں بطور مالک نہیں بلکہ بطور وصی ہے۔ وہاں استعمار نہیں انتداب ہے۔ اس نام کی وجہ سے بھی (اگرچہ اس عہد میں زبردست کسی میثاق کی چنداں پرواہ نہیں کرتے) گورنمنٹ کا فرض ہے کہ عربوں کے بقاء اور ان کی ہستی کی حفاظت کے لئے پوری تدابیر اختیار کرے لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ اس وقت فلسطین کے عرب چکی کے دو پاٹوں کے درمیان ہیں۔ ایک طرف حکومت کی سیاسی مصلحتیں ہیں اور دوسری طرف یہودیوں کی خطرناک چالیں۔ عرب بیچارے اس آسیہ میں پسے جا رہے ہیں۔ عربوں نے اس سے بچنے کے لئے ہر رنگ میں کوشش کی۔ انہوں نے لندن تک جا کر قانونی جدوجہد کی۔ ملک میں ہر طرح سے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے پوری تگ و دو سے کام لیا۔ لیکن ان کی آواز بے اثر رہی۔ ان کی آہ و فغاں رائیگاں گئی۔ میں نے فلسطین میں پھر کر دیکھا ہے۔ اخبارات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ وطنی لیڈروں کے بیانات سنے ہیں۔ اس ملک کے مدبروں سے ملا ہوں۔ لیکن کسی جگہ بھی امید نظر نہ آتی تھی۔ حالات نے ان کے دلوں کو شکستہ اور ان کی امیدوں کو چکنا چور کر رکھا ہے۔ یاس و ناامیدی کا دور دورہ ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ملک میں مایوسی ہی مایوسی ہے۔ خفیہ سوسائٹیاں بن رہی تھیں اور نوجوانوں کے دلوں میں حکمرانوں اور اہل فلسطین کو جلاوطن کرنے والے یہودیوں کے خلاف جذبات نفرت بھڑک رہے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ وہاں کا حقیقی نقشہ ہے۔ اس کا الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے

موجودہ ہائی کمشنر اپنے بعض اچھے کارناموں کے باعث بجا طور پر "صدیق الفلاح" کہلاتا ہے لیکن آخر وہ بھی اسی پالیسی کو چلانے والا ہے جو حکومت بالا کی طرف سے مقرر ہے اور وہ پالیسی بلاشک و شبہ

عربوں کے لئے تکلیف دہ اور نقصان رساں ہے ؛

حالات کے پیش نظر میں کہہ سکتا ہوں کہ شروط انتداب کی یہ شق کہ عربوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی" آج تک تشنۂ عمل چلی آرہی ہے۔ اور کسی خاص پہلو میں ان کے حقوق کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ یہ بات ہی سراسر غلط ہے۔ ملک عربوں کا ہے۔ وہ اس کے جائز مالک ہیں انگریزوں کے ان کے ساتھ معاہدات تھے۔ اب یہ انتداب کا شاخسانہ محض یہود نوازی ہے۔ اور یہ فرض کرکے اسے کھڑا کیا گیا ہے۔ کہ فلسطین کے اصل مالک یہودی ہیں۔ اور ان کو اس جگہ عربوں کو جلاوطن کرکے یا ذلیل کرکے یہودی مملکت قائم کرنے کا حق ہے۔ یہ نظریہ یقیناً غلط ہے اور انگریزی تسلط کا سارا دار و مدار اسی نظریہ پر ہے۔ افسوس ہے کہ آج تک عرب اس نظریہ کی غلطی طاقتور مدبرین یورپ سے تسلیم نہیں کرا سکے اور آج چاروں طرف سے مایوس ہو کر ملک میں شورش پر آمادہ ہیں ؛

یقیناً فلسطین کی موجودہ شورش پہلی شورش نہیں۔ اور نہیں کہا جا سکتا۔ کہ آخری شورش ہو۔ بلکہ جب تک اس راکھ میں دبی ہوئی چنگاریاں رہیں گی۔ ان کا شعلہ زن ہونا ضروری ہے۔ عرب انگریزوں کے دوست تھے۔ لیکن اس یہود نوازی نے انگریزوں کے لاکھوں دوستوں کو ان سے منحرف کر دیا ہے۔ یافا کے روزنامہ "الجامعۃ الاسلامیۃ" کے قابل ایڈیٹر نے بالکل بجا لکھا تھا۔

"ولقد خسرت بریطانیا من ولاء الاسلام والعرب ما لا یعادله رابح ولا یغنی به مغنم ولا نکون مبالغین اذا قلنا انه لیس لسیاستها الیوم ولی ولا حلیف الا ذالک الملک السعودی العظیم الاناة البعید النظر"

(۲۵ محرم ۱۳۵۳ھ)

کہ حکومت برطانیہ کو مسلمانوں اور عرب کی دوستی کے لحاظ سے اتنا گھاٹا پڑا ہے کہ اس کے مقابل پر کوئی نفع نہیں رکھا جا سکتا اور نہ ہی کوئی فائدہ اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ سچ مچ ہم مبالغہ نہیں کرتے۔ جبکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ آج انگریزی سیاست کا بجز شاہ ابن سعود کے جو بہت بڑا حوصلہ اور دور رس نظر رکھنے والا بادشاہ ہے۔ اور کوئی انسان حامی و مددگار نہیں۔

یہ آج سے دو برس پیشتر کی بات ہے اور آج تو اور بھی ابتر حالت ہے۔ پس انگریز اپنی اس سیاست میں یقیناً اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ فلسطین ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اول تو سارے یہودی وہاں سما نہیں سکتے۔ پھر یہود تجارت پیشہ اور بنیا قوم ہے۔ اس کے مال کے لئے منڈی پیدا کرنا کار دارد۔ تیسرے ہمیشہ ہمیش کے لئے انگریز ان کے نگران بنکے فلسطین میں نہیں رہ سکتے۔ اندریں حالات یہود کا عربوں سے عداوت پیدا کرنا۔ اور ان کے نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلامی کے قلوب کو زخمی کرنا خطرناک نتائج پیدا کرے گا۔ اور شاید وہ کبھی بھی آرام سے زندگی بسر نہ کر سکیں۔ آج کا بویا ہوا کل ضرور اگے گا۔ بہتر ہے۔ کہ آج اچھا بیج بویا جائے۔

غرض یہود کی بہتری بھی اسی میں ہے۔ کہ وہ مسلمانوں سے نہ بگاڑیں۔ اور اپنی موہوم اور خیالی امیدوں کے بھروسہ پر اپنے راستہ میں خاردار کانٹے نہ بوئیں۔ انگریزوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اس قوم کو جو آج تک کسی ملک کی وفادار ثابت نہیں ہوئی اور جو انیس سو برس ہوئے مار آستین ثابت ہو چکی ہے۔ دودھ نہ پلائیں۔ یہودی قوم میں بھی بعض اچھے لوگ ہیں۔ لیکن اس جگہ ہم ان کا ذکر کر رہے ہیں۔ جو اژدہا بن کر عربی فلسطین کو نگلنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال کر اسے دوسرا اسپین بنانے کا عزم رکھتے ہیں انہیں یاد رہے کہ سپین اسلامی آبادی اور اسلامی مرکز سے دور تھا۔ لیکن فلسطین ایسا نہیں انہیں یہ خیال خام دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ مسلمان اس نہایت ہی گہرے اور ناقابل برداشت زخم پر صبر کر سکیں گے یا زیادہ عرصہ خاموش رہ سکیں گے۔

فلسطین کے عربوں سے میں کہتا ہوں کہ وہ باعزت زندہ رہنے اور یہود کی غلامی سے بچنے کے لئے ہر جائز کوشش کریں۔ اور کرتے رہیں۔ وہ مظلوم ہیں۔ ان کی مظلومیت اگر آج نہیں تو کل ضرور دل رکھنے والے انسانوں کو اپیل کریگی۔ پھر میں ان تمام مسلمان کہلانے والوں سے جن تک میری یہ آواز پہونچ سکے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ فلسطین کو یہودی غول کے حملہ سے بچانے کے لئے پوری جد و جہد کریں۔ اور کم از کم فلسطین میں یہود نواز پالیسی کے خلاف احتجاج تو ضرور کریں۔ اور یہودی ہجرت کی بندش کا مطالبہ پورے زور کے ساتھ انگریزی حکومت کے سامنے رکھیں ؛

سر میاں فضل حسین صاحب کی قابلیت

میاں سر فضل حسین کی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ایک معمولی عقل کا آدمی بھی اس نتیجے پر پہونچا ہے۔ کہ یہ عظیم الشان ہستی نہ صرف اپنے ہم مذہبوں کے لئے ہی واجب التعظیم ہے۔ بلکہ ہر صحیح الدماغ انسان اسے عزت و مرتبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے میاں صاحب نے وزیر تعلیم کی حیثیت سے جو کام کیا۔ وہ صرف انہی کا حصہ تھا۔ انہیں اپنے ہم وطنوں کے سمجھنے کا ایک خاص ملکہ حاصل ہے۔ انہوں نے اس کو محسوس کیا۔ کہ جب تک مسلمان اور دوسری اقلیتیں تعلیم میں پیچھے ہیں۔ ملک سوراج تو کیا ترقی بھی نہیں کر سکتا۔

آپ تدبر و سیاست کی ایک زندہ مثال ہیں۔ اور اپنی ذات شخصیت اور تحریریں ایک خاص قسم کی جاذبیت رکھتے ہیں۔ آپ کی صاف بیانی اور جرأت سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ میاں صاحب پھر وزیر تعلیم مقرر ہو گئے ہیں۔ ہمیں امید ہے۔ کہ محکمہ تعلیم آپ کی قیادت میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے گا ؛

نیاز کیش۔ دوارکا ناتھ۔ بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ہندو ہائی سکول لاہور

مولوی ظفر علی پر حملہ کرنے والوں میں مسٹر مظہر علی اظہر

سیالکوٹ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مولوی ظفر علی خان پر احراری والنٹیروں کے حملہ سے مسلمان خصوصاً اس امر کے پیش نظر حد درجہ مضمحل اور برافروختہ ہو رہے ہیں۔ کہ احراری رضا کاروں میں مولانا مظہر علی اظہر بھی بہ نفس نفیس موجود تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی فوج کے ان بہادر نوجوانوں کو اس ناز یبا حرکت سے باز رکھنے کی کوشش تک نہ کی

(زمیندار ۳ جون ۱۹۳۶ء)

احرار اور مجلس اتحاد ملت کے اتحاد کی داستان

کچھ روز پیشتر مولوی ظفر علی اور ملک لال خاں جب گجرات آئے۔ تو مصالحت کمیٹی گجرات نے ان سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ اسی صورت میں مل سکتے ہیں۔ جب کہ آپ سب لیڈر باہم متحد ہو جائیں۔ مولوی ظفر علی صاحب نے کہا۔ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ مجلس احرار کے لیڈروں کو یہاں بلالو۔ میں بھی آ جاؤں گا۔ اور باہم گفت و شنید کے بعد طے کریں گے۔ کہ اتحاد کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ۲۸ مئی کو مجلس احرار کے لیڈر چوہدری افضل حق۔ مظہر علی اظہر۔ عطاء اللہ۔ اور ظفر علی خاں معہ ملک لال خاں وغیرہ یہاں پہنچ گئے اور پرائیویٹ میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ ہم سیاسیات اور ردّ احمدیت میں تو متحد ہیں۔ باقی رہا مسجد شہید گنج کا معاملہ اس کے متعلق یہ تجویز پاس ہوئی۔ کہ ہر دو پارٹیوں کی ورکنگ کمیٹیاں باہم متحد ہو کر ایک کانفرنس کریں۔ جس میں تمام ہندوستان کے چیدہ چیدہ لیڈروں سجادہ نشینوں اور پیروں کو بلایا جائے۔ اور متحدہ طور پر اس کے متعلق کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ جس پر عمل کرنا ہر دو پارٹیوں بلکہ تمام مسلمانوں کا فرض ہوگا۔

چنانچہ ۲۸ مئی کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد مولانا ظفر علی کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ جس میں مولوی عطاء اللہ۔ مظہر علی اظہر اور ملک لال خاں کی تقاریر ہوئیں۔

مولوی ظفر علی نے کہا کہ آج سب سے بڑا مسئلہ جو مسلمانوں کو پریشان کئے ہوئے ہے۔ وہ مسجد شہید گنج کی شہادت اور مظلوم مسجد کا مسئلہ ہے۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں سوز اور درد ہے۔ بجز رب کعبہ کے مسلمان کی گردن کسی کے سامنے نہیں جھکتی اور اس کا سر کسی اور کے قانون کے سامنے نہیں جھکتا۔ نیلی پوشوں کی جماعت مساجد اللہ کے نام پر اپنا خون بہا دینے والی جماعت ہے۔ اسے بنی نوع انسان کی خادم ہے ہندوؤں کی نوکر۔ یہودیوں کی نوکر پارسیوں کی خادم۔ سید القوم خادمہم۔ اس بے چینی کو دور کرنے کے لئے اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ تمام عبادت گاہیں اپنی جگہ پر کھڑی رہیں خواہ وہ مندر ہوں گرجے ہوں یا گوردوارے ہوں یا مساجد ہوں۔ کیونکہ بغیر اس کے امن قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ نیلے رنگ کے پیراہن والے اللہ والے ہیں پس سب ایک رنگ ہو جاؤ۔

پہلے جب میں گجرات آیا تو بھی یہی کہا تھا شاید آپ بھول گئے ہوں۔ اب پھر یاد دلاتا ہوں کہ تنگے جہاد اور نیلے رنگ میں رنگین ہو جاؤ جس طرح لاہور والوں نے سنگے جھنڈا دیئے اور رنگین ہو گئے۔ ۲۵ مئی کو مسٹر سیل نے فیصلہ کیا کہ وہ مسجد تھی مگر ہم مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا حق نہیں دے سکتے کیونکہ میعاد گذر گئی اور قبضہ مخالفانہ ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اتحاد۔ جہاد سب کچھ مسجد سے نکلا ہے۔ جب یہ نہ رہے تو کچھ نہیں رہ سکتا۔ اور جب یہ گئی تو سب کچھ گیا۔

گجرات کے بعض مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا۔ کہ احرار اور اتحاد ملت کے سروں کو جوڑ کر اتحاد پیدا کیا جائے۔ ہم میں اگر کوئی اختلاف تھا آج ہمارا نقطہ نگاہ ایک ہے وہ یہ کہ مسجد لینی ہے قربانی کرنی ہے۔ اور خون تک بہا دینا ہے۔ جب تک اس قانون کو بدلوا نہ لیں گے۔ چین نہ لیں گے ہم مسجد لیں گے اور اس کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوگی۔ یہ بڑی بشارت ہے کہ مسجد شہید گنج کے معاملہ میں ہم متحد ہو گئے ہیں۔

اس کے بعد مسٹر سیل کے فیصلہ کے خلاف ایک ریزولیوشن پیش کیا گیا۔ جس کو دونوں پارٹیوں نے متحدہ طور پر گجرات کی مصالحت کمیٹی کے اہتمام میں پاس کیا۔ اس ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے مولوی عطاء اللہ نے کہا جس تجویز کو مولانا ظفر علی خان قبلہ نے پیش کیا ہے اس کی تائید کرنے کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں۔ فرعون نے جب اپنی عبادت کرانی چاہی تو اس نے قوم کو گروہوں میں تقسیم کر دیا گورنمنٹ برطانیہ کا بھی یہی طریقہ ہے کہ ایک جماعت کی پیٹھ ٹھونکتی ہے۔ اور دوسری کو کچلتی ہے۔ اس فیصلہ نے اس نتیجہ پر پہنچایا ہے کہ شعائر مذہبی کو پامال کیا جاتا ہے۔

مساجد کا قصہ نہیں۔ اعتقادات کا بھی یہی حال ہے۔ یہاں فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ نبوت کے مقابلہ میں نبوت کھڑی کر دی جائے۔ شکر ہے کہ ہمارے درمیان افتراق کی دیوار بغیر کسی سیلاب کے گر گئی۔ اختلاف رحمت برکت کا موجب ہو سکتا ہے۔ آئندہ بھی اختلاف ہوگا ہزار دفعہ اختلاف ہوگا یہ کوئی بات نہیں۔ کسی رنگ میں آؤ نیلے ہو سرخ ہو پیلے ہو۔ میں مبارک باد دیتا ہوں کہ اتحاد ہو گیا ہے۔ اب یہ معاملہ بہت اہم ہو گیا ہے۔ اور یہ تمام ہند کا معاملہ ہے۔ تمام سجادہ نشینوں اور پیروں اور اکابر کو جمع کیا جائے گا۔ پھر سوچ کر اس کا حل کیا جائیگا۔

مسٹر مظہر علی اظہر نے کہا۔ اس واقعہ نے ایک عرصہ سے مسلمانوں کے دلوں میں بے چینی پیدا کر رکھی ہے۔ اس فیصلہ سے دین میں مداخلت ہوئی ہے۔ کوئی ایسی تجویز کی جائے۔ کہ مداخلت فی الدین نہ کی جائے مداخلت کرنے والا جج نہیں۔ بلکہ حکومت ہے جس انگریزی لعنت کرنی ہے۔ تو قانون بنانے والوں کی کرو۔ پس جب تک غلامانہ خیالات رہیں گے۔ مداخلت فی الدین ہوتی رہیگی جب تک آزادی حاصل نہیں ہو جاتی۔ یہ مصیبت کے دن کٹ نہیں سکتے۔

اس کے بعد ملک لال خان نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم سب مل گئے ہیں۔ اب مسجد کو آزاد کرا کے چھوڑیں گے۔ مسجد کو عارضی طور پر غلطی سے نہیں گرایا گیا اس مسجد کے فرش پر مسلمانوں کا سر ہوگا۔ اور وہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتا ہوگا۔ میرا اعتقاد اور یقین نہیں بلکہ ایمان ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ الہام ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی میں اس کو آزاد کرائیں گے۔ میرا دل شہادت دیتا ہے کہ مسجد آزاد ہوگی۔

اس کے بعد عبد اللطیف لوہار نے گورنمنٹ برطانیہ اور گورنر پنجاب کے خلاف نہایت اشتعال انگیز نظم پنجابی میں پڑھی۔ اور پبلک کو مشتعل کیا۔

اس کے بعد ایک شخص نے ایک اور پنجابی نظم پڑھی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گندی گالیاں دی گئیں۔ (نامہ نگار)

ایک سعید الفطرت نوجوان کا خط

میرے ایک دوست متعلم بی۔ اے کلاس ایمرسن کالج ملتان۔ ان دنوں تلاش حق و مطالعہ احمدیت کے شوق میں مجھ سے بذریعہ خطوط تبادلہ خیالات کر رہے ہیں۔ ذیل میں ان کا ایک تازہ خط درج کرتا ہوا بزرگان سلسلہ احمدیہ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ میرے اس دوست کے سینہ کو اس نور کے لئے کھول دے۔ جو موجودہ زمانہ کی ظلمتوں کو دور کرنے کے لئے طلوع ہوا۔

آج امید ہے شام کو اگر توفیق حق شامل حال رہی تو پروفیسر غلام حسین صاحب امام جماعت ملتان سے ملونگا۔ اور چند ایک مسائل کے متعلق ان سے تبادلہ خیالات کرونگا۔ یہاں یہ حال ہے کہ ہمارے اہل صحبت کو میرے خیالات و جذبات سے کچھ اتفاق پہلے بھی نہ تھا۔ لیکن پچھلے جمعہ ہم نے احمدیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ تو ان لوگوں نے بالیقین سمجھ لیا کہ میں احمدی ہوں۔ اسی دن شام کو ایک حافظ صاحب جو قرآن شریف کے کچھ واقفیت رکھتے تھے آگئے میں مغرب کی نماز ادا کر کے آیا اور ان سے پوچھا کہ نماز پڑھی ہے۔ حافظ صاحب بول اٹھے کہ خدا نماز پڑھائے تو مسلمانوں والی پڑھائے مرزائیوں والی نہ پڑھائے۔ اس پر بڑی لمبی چوڑی بحث چھڑ گئی جس میں میں نے تمام سوالات کو رد کیا۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر آیا۔ میں نے کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کل نفس ذائقۃ الموت کے ماتحت فوت ہو گئے۔ لیکن حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور صرف زندہ نہیں بلکہ آسمان سے اتر ینگے۔ حافظ صاحب نے فرمایا۔ "اگر ترازو میں ایک طرف سیر کا بٹہ ہو اور دوسری طرف پاؤ کا۔ تو کونسی طرف نیچے جائیگی" میں نے جواب دیا کہ پھر تو ہم جیسے گنہگار بھی حضرت عیسیٰ سے بڑھکر ہوئے۔ حافظ بیچارہ خاموش ہو گیا۔ اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ اچھا کسی بڑے مولوی کو لاؤں گا۔ اب تو ہر روز ایک دو آجاتے ہیں اور خوب تبادلہ خیالات ہوتا ہے لیکن میرے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ دعا کریں خدا گمراہ نہ کرے۔

امتحان کے بعد بجلی کا کام سیکھئے

کیونکہ اس کام کے جاننے والوں کی ضرورت پنجاب۔ یو۔ پی۔ سرحد کے ہائیڈرو الیکٹرک ڈیپارٹمنٹ میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور بہترین درسگاہ سکول فار الیکٹریشنز لدھیانہ ہے۔ جو گورنمنٹ رجسٹرڈ بھی ہے۔ اور ایڈڈ بھی۔ ہر قابلیت کے طلباء کے لئے سکول کھلا ہے۔ گورنمنٹ سے مالی امداد ملنے پر سکول کمیٹی نے فیس میں ایک تہائی رعایت کر دی ہے۔ جو ماہوار لی جاتی ہے۔ پراسپکٹس مفت

مینیجر

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سکیا ولد گاجی ذات مدھوانہ سکنہ چک ۱۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۴-۷-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی حسن ولد شری ذات ہنجرا سکنہ چک ۱۹۹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۷-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سندر ولد شری ذات ہنجرا سکنہ چک ۱۹۹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۷-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

ہر ایک انجمن کو چھاپہ خانہ مل سکتا ہے

آج کل تبلیغ و اشاعت کے لئے چھاپہ خانہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بہت سی انجمنیں قریب شہر میں چھاپہ خانہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹریکٹ اشتہار اور پوسٹر شائع کرنے سے معذور رہتی ہیں۔ بہت سے جذبات اور خیالات دل و دماغ میں موجزن رہتے ہیں۔ جو لوگوں تک نہیں پہونچائے جاتے۔ آجکل بیسویں صدی میں سائنس نے ہر چیز کو اتنا آسان اور سستا کر دیا ہے۔ کہ روپوں کی چیزیں کوڑیوں کے مول مل سکتی ہیں۔ ہر ایک انجمن اپنے پوسٹر اور اشتہار اور ٹریکٹ شائع کرنے کیلئے چھاپہ خانہ خرید سکتی ہے۔ چھاپہ خانہ کلاں قیمت دس روپیہ چھاپہ خانہ خورد قیمت پانچ روپے۔ آپ پہلے دن ہی چھاپہ خانہ سے کام لے سکتے ہیں۔ طریق نہایت آسان ہے جو چھپا ہوا ساتھ ہوگا۔ کل یا نصف قیمت پیشگی ارسال فرمائیں۔ پوسٹ آفس اور ریلوے سٹیشن کا پتہ لکھیں۔ ملنے کا پتہ **محمد فاروق اینڈ برادرس موگا۔ پنجاب**

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی جاڈں ولد عادلہ ذات رجوکہ سکنہ چک ۱۹۹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۷-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۸-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی شبیر محمد ولد محمد ذات بلوچ سکنہ چک ۱۴۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۶-۷-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۸-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلے میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ بے کار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کر لیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی اس کے استعمال سے ۱۰ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول کے سرخ اور مثل کندن کے درخشاں بنا دے گی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے یہ نہایت مقوی بھی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آ سکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی عہ دو روپیہ (نوٹ) فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس۔ فہرست دواخانہ مفت منگوایئے۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگوایئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔

ملنے کا پتہ۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی گھونڈا ولد معری ذات ہنجرا سکنہ چک ۱۹۷ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۷-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی فتح خاں ولد صالح خاں ذات چشتی سکنہ سروالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۶-۷-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

منٹگمری یکم جون۔ معلوم ہوا ہے۔ ضلع منٹگمری میں جدید آبپاشی کی سکیم کو عملی جامہ پہنانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور تجویز کیا جا رہا ہے کہ ایک جدید نہر کھود کر راوی کا پانی منٹگمری کے قریب لوز باری دوآب میں لایا جائے۔ اور یہاں سے ایک اور نہر کھود کر پاک پٹن کی نہر میں زیادہ پانی بہم پہنچایا جائے تخمینہ لگایا جاتا ہے کہ اس طرح محکمہ آبپاشی کی سالانہ آمدنی میں ۱۵ لاکھ روپیہ کا اضافہ ہو جائے گا۔ اگر محکمہ آبپاشی نے مندرجہ بالا سکیم کو ہاتھوں میں لیا تو نیلی بار کی نو آبادی کی آبپاشی کے لئے کافی پانی مہیا ہو سکے گا۔

لائل پور یکم جون۔ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کی خدمت میں جڑانوالہ کے تاجروں کی ایسوسی ایشن نے ایک ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں پنڈت جی نے دیہاتی قرضوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ قرضوں کا موضوع بے حد نازک ہے۔ چونکہ عوام الناس قرضوں کے بوجھ کے نیچے کچلے جا رہے ہیں۔ اس لئے یہ امر واضح ہو رہا ہے کہ ان قرضوں کی ادائیگی غیر ممکن ہے اس خیال کا جتنا جلد ہی احساس ہو جائے دنیا کے لئے اسی قدر مفید ثابت ہوگا۔ ان قرضوں کے زیادہ تر حصوں کو خارج کر دینا چاہیئے۔ یا اس کے متعلق اسی طرح کا کوئی فیصلہ کر دینا چاہیئے۔ جس سے حتی المقدور کم سے کم نقصان کا اندیشہ ہو دنیا کے موجودہ حالات و کوائف میں قرضہ خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، محض ایک بوجھ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس بوجھ کا برداشت کرنا بے حد مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے انگلستان نے امریکہ کے قرض کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ اسی طرح دوسرے ممالک نے بھی دو ٹوک جواب دیدیا تھا۔

شیلانگ یکم جون۔ نور اشہر اور اس کے گرد و نواح کے علاقہ میں آندھی اور بگولوں نے شدید نقصان پہنچایا۔ ایک بگولہ نے جو سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی آندھی کے ساتھ آیا تھا۔ اپنے راستہ میں واقع کسی عمارت کو نقصان سے بچنے نہیں دیا سول ہسپتال اور فوجی ہسپتال کی عمارتوں کو تو بے حد نقصان کا تحمل ہونا پڑا۔ آخر الذکر عمارت کی چھت بالکل اڑ گئی ہے۔ اسی طرح آندھی نے سینکڑوں درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا۔ جس کی وجہ سے عارضی طور پر ٹریفک بھی بند ہے۔ دیہاتی علاقوں میں بھی بہت سی جھونپڑیاں اڑ گئی ہیں۔ اور متعدد اشخاص بے خانماں پھر رہے ہیں۔

لاہور یکم جون۔ انہدام مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں جو فوجداری مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵/۲۹۷ تعزیرات ہند سکھوں کے خلاف دیوان بیرہم نائب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں دائر تھا۔ اور جو محض اس لئے معرض التوا میں تھا کہ مسجد شہید گنج کے متعلق دیوانی مقدمہ ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں دائر تھا۔ اور فوجداری مقدمہ کی سماعت کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ فیصلہ ہو کہ جائے متنازعہ مسجد ہے یا نہیں لیکن چونکہ اب عدالت دیوانی سے مسجد کا وجود ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے مقدمہ فوجداری کی استغاثہ کی طرف سے سرسری سماعت ۱۵ر جون کو متذکرۃ الصدر عدالت میں ہوگی۔

پشاور یکم جون۔ پشاور کے ایک آنریری مجسٹریٹ نے ایک پٹھان کو ایک ماہ قید بامشقت کی سزا دی ہے۔ اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے اپنے بھوکوں مرتے بچوں اور عورت کو فاقہ کشی سے نجات دلانے کی غرض ایک دوکاندار سے دس آنے کے پیسے چھین لئے۔

روما یکم جون۔ پرسوں کابینہ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں منجملہ دیگر مسائل کے ایک یہ بھی طے پایا کہ حبشہ میں پبلک ورکس کے لئے دس کروڑ لیرا فراہم کئے جائیں۔ علاوہ ازیں اطالوی حکام عدیس ابابا کی تعمیر ثانی کے لئے بھی انتظام کر رہے ہیں۔ اور شہر کو باغات سے مزین کرنا چاہتے ہیں۔ سرکاری دفاتر کا ایک سلسلہ بھی تعمیر کیا جائے گا۔

کراچی یکم جون۔ جہاز ران کمپنیوں کی کانفرنس اور مقامی تاجروں کی گفت و شنید کے نتیجہ کے طور پر فیصلہ ہوا ہے۔ کہ کراچی سے کلکتہ تک گندم کے کرایہ میں تخفیف کر کے چار روپے بارہ آنے فی من کر دیا جائے۔ اس جدید شرح کا نفاذ ۸ر جون سے شروع ہوگا۔ اور آئندہ احکام تک جاری رہے گا۔ یہ امر واضح رہنا چاہیئے۔ کہ کرایہ بڑھا کر پانچ روپے دس آنے فی من کر دیا گیا تھا جس کے خلاف مقامی گندم کے تاجروں نے احتجاج کیا تھا۔

شملہ یکم جون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ برطانوی میڈیکل کونسل نے ہندوستانی یونیورسٹیوں کے میڈیکل ڈپلوموں اور ڈگریوں کو منظور کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

ناگپور یکم جون۔ صدر بازار میں آگ لگنے سے دس ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا نقصان جان کوئی نہیں ہوا۔

لاہور یکم جون۔ حکومت پنجاب نے ایک گورمکھی پوسٹر بعنوان "ہندوستانی پولیس کے نام کھلی چٹھی" کو ضبط کر لیا ہے۔ اس کے تراجم اور اقتباسات بھی ضبط شدہ قرار دیئے گئے ہیں۔

امرتسر یکم جون۔ گھی منڈی دروازہ کے باہر مقامی میونسپلٹی کی نزول کی زمین تھی کچھ نہنگ سکھوں نے جو گوردوارہ برج بھولا سنگھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس زمین کے کچھ حصے پر قبضہ کر لیا تھا۔ عرصہ دراز سے میونسپلٹی اور دربار صاحب کی کمیٹی کے درمیان تنازعہ چلا آ رہا تھا۔ اس تنازعہ کا تصفیہ اس طرح ہوا کہ متنازعہ زمین میونسپلٹی کو واپس دے دی جائے۔ اور اس کے بدلہ میں سکھوں کو سنتوکھسر کی زمین دے دی جائے گی۔ اس سمجھوتے کی اطلاع ملنے پر پانچ سو نہنگ سکھ امرتسر آ گئے ہیں اور برج بھولا سنگھ کی متنازعہ زمین پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ یہ زمین میونسپلٹی کو کسی قیمت پر بھی واپس دینے کے حق میں نہیں۔ بلکہ وہ ضرورت محسوس ہونے پر مورچہ لگانے کو بھی تیار ہیں۔

لنڈن (بذریعہ ہوائی ڈاک) روزنامہ "گیورنیل ڈی اطالیہ" ایک دفعہ پھر انگلستان کی مخالفت میں اطالوی اخبارات کی قیادت کر رہا ہے۔ چنانچہ ہاؤس آف لارڈز میں لارڈ سٹینس ہوپ کی تقریر سے وہ اقتباس نقل کرتے ہوئے جس میں لارڈ موصوف نے بیان کیا تھا۔ کہ نہر سویز کو بند کر دینا آغاز جنگ کے مترادف ہوگا وہ لکھتا ہے۔ اس صورت میں اطالوی فوجیں اپنے تمام دشمنوں کے خلاف جارحانہ اقدام کریں گی۔ اور ان کے مقبوضات پر حملہ کر دیں گی۔ خواہ وہ کرہ ارض کے کسی گوشہ میں کیوں نہ ہوں۔ سب سے پہلے ان سلطنتوں کو اطالیہ کی مخالفت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جن کے مقبوضات سطح زمین پر متفرق ہیں۔ اور جو سب سے زیادہ بیرونی حملوں کا نشانہ بن سکتے ہیں۔

قاہرہ کی یکم جون کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سر لیمپسن ہائی کمشنر لنڈن جا رہے ہیں۔ آپ وہاں اینگلو مصری معاہدہ کے متعلق گفت و شنید سے پیدا شدہ صورت حالات پر گورنمنٹ سے مشورہ کریں گے۔

پیرس یکم جون۔ کارخانوں میں ہڑتال کے متعلق تصفیہ ہو گیا ہے۔ ستر ہزار ہڑتالیوں میں سے صرف آٹھ ہزار آج ہڑتال پر رہے۔ ابھی تک تصفیہ کی شرائط طے نہیں ہوئیں۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اجرتیں بڑھا دی جائیں گی۔ اور تنخواہ کے ساتھ سالانہ چھٹی دی جائے گی۔

شملہ یکم جون۔ معلوم ہوا ہے کہ سر جیمز گرگ ممبر مالیات آغاز جولائی میں کلکتہ کا دورہ کریں گے۔

لاہور یکم جون۔ ملتان سے آمدہ ایک خبر مظہر ہے۔ کہ لیجسلیٹو اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں جو مخدوم راجن شاہ ایم ایل اے کی وفات کی وجہ سے ان کی خالی نشست کو پر کرنے کے لئے ہوا تھا۔ خان بہادر مخدوم مرید حسین اپنے حریف سید شیر شاہ گیلانی کے مقابلہ میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

یروشلم یکم جون۔ کل ہی ایک بلدیات کے صدروں نے [illegible]

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی